بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ o الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ o لَہُمُ الۡبُشۡرٰی فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ ؕ لَا تَبۡدِیۡلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ۔[یونس10:62-64]

خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ نے بے شمار دُنیاوی نعمتیں پیدا فرمائی ہیں، وہ اپنے تمام بندوں سے بھی باخبر ہے اور اُن کے لیے فائدہ مند اور نقصان دِہ چیزوں کو بھی جانتا ہے، چنانچہ وہ اپنے فیصلے اور حکمت کے مطابق اپنے بندوں کو مختلف دُنیاوی نعمتوں سے نوازتا ہے۔اِسی طرح ربّ کریم نے بے حساب رُوحانی نعمتیں بھی پیدا فرمائی ہیں اور وہ اپنی تقدیر و حکمت کے مطابق اپنے بندوں کو اِن رُوحانی نعمتوں سے بھی مالامال فرماتا ہے۔

دُنیا کے طلب گار اپنی تمام تر توانائیاں دُنیاوی نعمتوں کو حاصل کرنے کے لیے صَرف کرتے ہیں، اِن بے چاروں کی زندگی اِن فانی لذتوں کی تلاش میں گزر جاتی ہے، جب کہ وہ خوش نصیب جنھیں رُوحانی نعمتوں کی معمولی چاشنی عطا ہوتی ہے اُن کی نظر میں دُنیاوی لذتیں بے وُقعت ہو جاتی ہیں، وہ دُنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا کے طلب گار نہیں بنتے، بلکہ اپنی توجہ آخرت پر مرکوز رکھتے ہیں۔

یہ نظامِ قدرت ہے کہ جو بندہ دنیاوی نعمتوں کا خواہش مند ہو اللہ تعالیٰ اُسے اِن نعمتوں میں سے کچھ عطا کر دیتا ہے اور جو رُوحانی نعمتوں کی چاہت رکھے اللہ کریم اُسے اُس کی سوچ سے بھی زیادہ رُوحانی اِنعامات سے نواز دیتا ہے۔ارشادِ ربّانی ہے: کُلًّا نُّمِدُّ ہٰۤؤُلَآءِ وَہٰۤؤُلَآءِ مِنۡ عَطَآءِ رَبِّکَ ؕ وَمَا کَانَ عَطَآءُ رَبِّکَ مَحۡظُوۡرًا ۔ ”ہم آپ کے ربّ کی عطا سے اُن (دنیا کے طلب گاروں) اور اِن (آخرت کے طلب گاروں) سب کی مدد کرتے ہیں اور تمہارے ربّ کی عطا پر کوئی پابندی نہیں۔“[بنی اسرائیل17:20]

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رُوحانی و باطنی اِنعامات عطا ہوتے ہیں اُن میں ایک بہت بڑا اِنعام ”وِلایت“ ہے۔وہ جسے بہت نوازنا چاہے اُسے اپنا ”ولی“ بنالیتا ہے۔ولایت اِتنا بڑا اِنعام ہے کہ ولی خود تو اللہ کریم کا محبوب و مُقرّب ہوتا ہی ہے، جو اُس کے ساتھ محبت کرے اور اُس نے نقشِ قدم پر چلے اللہ تعالیٰ اُسے بھی رُوحانی اِنعامات سے نوازتا ہے۔

اولیاء اللہ جہاں اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوتے ہیں وہیں مخلوقِ خُدا بھی اُن سے پیار کرتی ہے، مسلمان اُن سے نسبت و تعلق کو اپنی نَجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔اُن کے اِس اِعزاز کا تذکرہ کرتے ہوئے باری تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَہُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا ۔ ”بلاشبہ وہ جو ایمان لائے اور نیک کام کیے عن قریب رحمٰن ان کے لیے محبت پیدا کر دے گا۔“[مریم19:96]

اُنھیں اپنا محبوب بھی بنالے گا اور اپنے بندوں کے دلوں میں بھی ان کا پیار ڈال دے گا۔

دین سے دُوری کا نتیجہ ہے کہ موجودہ دور میں ایک طرف اولیاء اللہ سے ہمارا تعلق کمزور ہوتا جارہا ہے... اُن کی صحبت میں بیٹھنا، اُن سے تربیت حاصل کرنا، اُن کے نقشِ قدم پر چلنا، اُن کی خدمت کرنا، یہ سب پرانے دور کی باتیں لگنا شروع ہوگئی ہیں۔ دوسری طرف ہم اولیاء اللہ کی پہچان بھی بھولتے جارہے ہیں... ولی کسے کہتے ہیں؟ کوئی مسلمان ولی کیسے بنتا ہے؟ ولی کے اوصاف کیا ہوتے ہیں؟ یہ باتیں معلوم نہ ہونے کا نتیجہ ہے کہ کئی بدعقیدہ، دین سے بے خبر اور بداعمال قسم کے شعبدہ بازوں نے بھی خود کو ولی کہلانا شروع کردیا ہے اور بہت سے جاہل لوگ اُن کی پیروی کر کے دین سے مزید دُور ہوتے جارہے ہیں۔

ماہِ صفر میں کئی اکابر اولیائے کرام علیہم الرحمہ کا وصال ہوا، جس کی مناسبت سے اُن کے اعراس منائے جاتے ہیں۔ چنانچہ آج کے خطبہ میں قرآن وسنت سے راہ نمائی لیتے ہوئے ولایت سے متعلق کچھ باتوں کا ذکر ہوگا۔

ولی کسے کہتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ دنیاوی نعمتیں اپنی تمام مخلوق کو عطا فرماتا ہے... اُس نے مومن وکافر، ہر ایک کی روزی اپنے ذمہ کرم پر لے رکھی ہے، جہاں اُس نے اپنے جلیل القدر نبی سیدنا سُلیمان عَلٰی نَبِیِّنا وعلیہ الصَّلٰوۃُ والسَّلام کو بے مثال بادشاہی عطا فرمائی وہیں اپنے نافرمان فرعون اور ہامان کو بھی حکومت دی، یہی صورت حال دیگر دُنیاوی نعمتوں کی بھی ہے، مگر ربّ تعالیٰ کی بارگاہ سے اِعزاز وتکریم، قُرب ومحبوبیت اور اُخروی نعمتیں صرف ایمان والوں کو نصیب ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو قُرب اور محبوبیت عطا ہوتی ہے اُس کے کئی درجے ہیں:

1) محبوبیّت کا ایک درجہ وہ ہے جو ہر ایمان والے کو نصیب ہے، کیونکہ حدیثِ مبارک کے مطابق ربّ تعالیٰ ایمان صرف اُسے دیتا ہے جس سے محبت فرماتا ہے۔[1] رحمتِ خداوندی سے یہ درجہ ہمیں نصیب ہے، اللہ کرے مرتے دم تک سلامت رہے۔

2) قربِ الٰہی کا اِس سے اعلیٰ درجہ وہ ہے جو خاص مومنوں کو عطا کیا جاتا ہے، باقی مسلمانوں کی بہ نسبت یہ زیادہ پیارے ہوتے ہیں اور اِنھیں ملنے والا قرب عام مومنوں کو نصیب نہیں ہوتا۔ نہ جانے یہ درجہ ہمارے مقدر میں ہے یا نہیں!

---

[1] سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ جانِ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ، وَإِنَّ اللهَ لَيُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ أَحَبَّ وَمَنْ لَا يُحِبُّ وَلَا يُعْطِي الدِّينَ إِلَّا مَنْ أَحَبَّ، فَمَنْ أَعْطَاهُ الدِّينَ فَقَدْ أَحَبَّهُ.» یعنی ”جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان تمہارے مالوں کو ایک معین مقدار میں تقسیم فرمایا ہے اور تقدیر میں لکھا ہے ایسے ہی اُس نے تمہارے درمیان تمہارے اخلاق واعمال کو بھی تقسیم فرمایا ہے اور تقدیر میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیاوی رزق اپنے محبوب بندوں کو بھی عطا کرتا ہے اور اُنھیں بھی دیتا ہے جو اُسے پیارے نہیں ہیں، مگر دین اُسے ہی عطا کرتا ہے جس سے محبت فرماتا ہے، چنانچہ جسے ربّ تعالیٰ نے دین عطا کیا وہ ضرور اُس سے محبت فرماتا ہے۔“ (المستدرک علی الصحیحین: 3671)

3) مخلوق میں سب سے زیادہ قرب اور محبوبیّت انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ والسَّلام کو عطا ہوئی ہے۔[1] خاتم النبیین ﷺ کی تشریف آوری سے نبوت کا دروازہ بند ہو گیا، اب یہ درجہ نہ تو کسی کو نصیب ہو سکتا ہے اور نہ ہی اِس کی تمنّا کرنا جائز ہے۔

4) سب سے زیادہ محبوبیّت و قرب ربّ کریم نے سرکارِ دوعالم ﷺ کو عطا فرمایا، اِس درجہ کا قرب اور شانِ محبت نہ پہلے کسی کو نصیب ہوئی نہ بعد میں کسی کو عطا ہو گی۔

جس خوش نصیب مسلمان کو محبوبیت کے اِن چار درجوں میں سے دوسرا درجہ مل جائے.... عام مسلمانوں سے زیادہ قرب عطا ہو، اُسے ولی کہا جاتا ہے۔[2]

پھر جس طرح انبیائے کرام علٰی نبیّنا وعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ والسَّلام کے آپس میں درجات مختلف ہیں، اِسی طرح اولیائے عظام کے باہمی درجے بھی بے شمار ہیں اور سب سے اعلیٰ درجے کے ولی صحابۂ کرام علیہم الرضوان ہیں۔

اگر اوصاف کے ذریعے ولی کو پہچاننا چاہیں تو صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ نے مختلف احادیثِ طیبہ کی روشنی میں یوں پہچان کروائی: اللہ کا ولی وہ ہے جس کا عقیدہ صحیح ہو، فرائض ادا کرکے قربِ الٰہی حاصل کرے، اللہ کی فرماں برداری میں مشغول رہے، اُس کا دل اللہ تعالیٰ کی معرفت سے منوّر ہو، اُس کا دیکھنا، سننا، بولنا اور دیگر تمام کام محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوں۔

(تفسیر خزائن العرفان، تحت یونس 62:10، ملخصاً)

مسلمان ولی کیسے بنتا ہے؟

اللہ تعالیٰ جسے چاہے، جب چاہے، جو چاہے عطا فرماتا ہے۔ بعض پیارے پیدائشی طور پر ولی ہوتے ہیں، کچھ حضرات کو ربّ تعالیٰ مشقتوں اور آزمائشوں کے بغیر محض اپنے فضل و کرم سے ولایت عطا کر دیتا ہے، البتہ عموماً اچھے اعمال کی برکت سے کرم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بندے کو اپنا ولی بنالیتا ہے۔[3]

---

[1] ارشادِ ربّانی ہے: اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ۔ [الانعام 124:6]

[2] صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نے لکھا: ولایت ایک قربِ خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔ (بہارِ شریعت، ج:1، ص:264)

[3] صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: ولایت وَہبی شے ہے، نہ یہ کہ اَعمالِ شاقّہ سے آدمی خود حاصل کرلے، البتہ غالباً اعمالِ حسنہ اِس عطیۂ الٰہی کے لیے ذریعہ ہوتے ہیں، اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔ (بہارِ شریعت، ج:1، ص:264)

مسلمان ولی کیسے بنتا ہے؟....پیدائشی ولایت

مقبولانِ بارگاہ میں سے کئی ایسے ہیں جو پیدا ہوتے ہی ولی ہوتے ہیں۔

والدۂ سیدنا عیسٰی: سیدنا عیسٰی عَلٰی نَبِیِّنا وعلیہ الصَّلٰوۃُ والسَّلام کی نانی محترمہ حضرت حَنَّہ رضی اللہ عنہا نے منت مانی کہ میرا بیٹا پیدا ہو گا تو مَیں اُسے بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کر دوں گی۔ جب سیدتنا مریم رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی تو اُن کی والدہ پریشان ہو گئیں کہ مَیں اپنی منت کیسے پوری کروں گی۔ ربّ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى... یعنی "اے حنّہ! وہ لڑکا (جس کی آپ کو خواہش تھی) اِس لڑکی جیسا نہیں (جو ہم نے آپ کو عطا کی ہے)۔" [آلِ عمران 36:3]

سیدتنا مریم رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کے نبی سیدنا زکریّا عَلٰی نَبِیِّنا وعلیہ الصَّلٰوۃُ والسَّلام کی پرورش میں تھیں، جب وہ سیدتنا مریم کے کمرے میں آتے تو اُن کے پاس بے موسمی پھل دیکھتے، ایک مرتبہ اُنھوں نے پوچھا: يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا۔ "اے مریم! یہ آپ کے پاس کہاں سے آتا ہے؟" اُنھوں نے کہا: هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَاب۔ "یہ اللہ کی طرف سے آتا ہے، بے شک اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔" [آلِ عمران 37:3]

قطب الاقطاب: خواجۂ خواجگان معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مُرشد قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر جب چار سال، چار مہینے اور چار دن ہوئی تو باقاعدہ طور پر تعلیم کا آغاز کرنے کے لیے آپ کی والدہ نے آپ کو خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں بھیجا۔ آپ نے آغاز کروانے کے لیے اُن کی تختی لکھنا چاہی تو غیب سے آواز آئی: معین الدین کچھ لمحے ٹھہریے! حمید الدین ناگوری آتے ہیں، ہمارے قطب کی تختی بھی وہی لکھیں گے اور تعلیم بھی وہی دیں گے۔ اس وقت قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ بھارتی ریاست راجستھان کے شہر ناگور (Nagaur) میں تھے اور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کرغیزستان کے علاقے اُوش (Osh) میں تھے۔ اُدھر ناگور میں قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کو غیب سے آواز آئی: حمید الدین! اُوش جا کر ہمارے قطب کی تختی لکھیے اور اُسے تعلیم دیجیے! آپ نے آنکھیں بند کیں اور پلک جھپکنے میں اُوش پہنچ گئے۔ خواجہ غریب نواز نے قاضی حمید الدین کو دیکھا تو اُن کی تعظیم و تکریم کی اور تختی اُن کے ہاتھ میں تھما دی۔ قاضی صاحب نے خواجہ قطب الدین سے پوچھا: کیا لکھوں؟ اُنھوں نے کہا: لکھیے سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا! قاضی صاحب نے فرمایا: یہ پندرھواں پارہ ہے، اِس سے پہلے پارے آپ نے کیسے پڑھے ہیں؟ خواجہ قطب الدین کہنے لگے: مَادرِ مَنْ پانزدہ سیپارہ یاد دارد، مَرا دَرْ شِکَمِ مَادَرْ نظر بَر دِلِ مَادَرْ اُفتاد، ازاں جا یَادْ گَرِفْتَمْ بَتَعْلِیْمِ خُدائے تعالیٰ۔ یعنی میری والدہ کو پندرہ پارے یاد تھے، جب میں والدہ کے پیٹ میں تھا تو میری نظر والدہ کے دل پر پڑی، اللہ پاک نے کرم فرمایا، مَیں نے

وہاں سے یاد کر لیے۔ قاضی صاحب نے سورۂ بنی اسرائیل لکھ دی اور چار دن میں خواجہ قطب الدین کو پورا قرآنِ مجید پڑھا دیا۔ پھر فرمایا: بابا قطب الدین! خُدائے تعالٰی تُرا ہمہ عِلم در طُفُولیّت بَخشیدہ است کہ از دوستانِ خدائی۔ قطب الدین! اللہ پاک نے آپ کو تمام علم بچپن میں ہی عطا فرمادیا ہے، کیونکہ آپ اللہ کے ولی ہیں۔

(سبع سنابل، از سید السادات میر عبد الواحد بلگرامی، سنبلۂ ہفتم، ص:228، مکتبہ نوریہ رضویہ، ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص:481)

مسلمان ولی کیسے بنتا ہے؟... وہبی ولایت

بہت مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان پیدائشی طور پر تو ولی نہیں ہوتا، البتہ بعد میں اللہ تعالٰی کسی بات پر راضی ہو کر زیادہ محنت ومشقت اور کثیر اعمالِ صالحہ کے بغیر ہی محض اپنی رحمت سے محبوبیت وولایت عطا فرمادیتا ہے۔ بسا اوقات اللہ تعالٰی کے کسی پیارے کی نگاہ سے یہ کرم ہو جاتا ہے۔

فرعونی جادوگر: فرعون نے سیدنا موسٰی عَلٰی نَبِیِّنا وعلیہ الصَّلٰوۃُ والسَّلام کے معجزات دیکھے تو معاذ اللہ اُنھیں جادو قرار دیا اور کہا: مَیں آپ کے ساتھ مقابلہ کے لیے پوری دنیا سے جادوگر جمع کروں گا۔ چنانچہ اُس نے بے شمار جادوگر جمع کیے، جادوگروں نے سیدنا موسٰی عَلٰی نَبِیِّنا وعلیہ الصَّلٰوۃُ والسَّلام کے ساتھ ادب سے بات کی۔ اِس ادب کا صلہ یہ ملا کہ جب آپ نے معجزہ دکھایا تو تمام جادوگروں کو ایمان کی توفیق نصیب ہوگئی۔ ارشادِ ربّانی ہے: وَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ o قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ۔ ”اور جادوگر سجدے میں گرا دیے گئے (اُنھوں نے معجزہ سے متأثر ہو کر یوں بے اختیار سجدہ کیا جیسے پکڑ کر اُن کی پیشانیاں زمین پر لگادی گئی ہوں) اُنھوں نے کہا: ہم تمام جہانوں کے ربّ پر ایمان لائے، جو موسٰی اور ہارون کا رب ہے۔“ [الاعراف 7:120-122]

اِس کے بعد فرعون نے اُنھیں اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹنے اور جان سے مار ڈالنے کی دھمکیاں دیں، مگر وہ مکمل استقامت کے ساتھ ایمان پر ثابت قدم رہے۔ مفسرین نے لکھا: أَنَّهُمْ لَمْ يَرْفَعُوا رُؤُوسَهُمْ حَتّٰى رَأَوُا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَقِيلَ: إِنَّهُمْ لَمَّا سَجَدُوا أَرَاهُمُ اللهُ تَعَالٰى فِيْ سُجُوْدِهِمْ مَنَازِلَهُمُ الَّتِيْ يَصِيْرُوْنَ إِلَيْهَا فِي الْجَنَّةِ۔ اُنھوں نے سجدہ میں سر رکھا تو سر اُٹھانے سے پہلے جنت کا دیدار بھی کیا اور جہنم کو بھی دیکھا، ایک قول کے مطابق اللہ تعالٰی نے زندگی کے اِس پہلے سجدے میں ہی اُنھیں وہ مقام بھی دکھا دیا جو (قیامت کے بعد) اُنھیں جنت میں ملے گا۔ (تفسیر خازن، غرائب القرآن، تفسیر کبیر، تحت طٰہٰ 20:70)

حکیم الامّت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نے لکھا: معلوم ہوا کہ صحبت موسٰی (علیہ السلام) نے اُن پُرانے کافروں کو ایک دن میں ایمان، صحابیت، شہادت، تمام مدارج طے کرا دیے، صحبت کا فیض سب سے زیادہ ہے۔ (نور العرفان، تحت الاعراف 7:126)

مقبول الدعا بچہ: صحیح مسلم اور دیگر کتبِ احادیث میں گزشتہ اُمتوں کے ایک بچے کا تفصیلی ذکر ہے، جسے ایک راہب کے پاس حاضری کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بچپن میں ہی ولایت عطا فرمادی تھی۔ بچہ اتنا مقبول الدعا تھا کہ وہ ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو بھی عرض کرتا اللہ تعالیٰ کرم فرما دیتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «وَكَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْأَدْوَاءِ.» یعنی "وہ بچہ (اللہ کے کرم سے) پیدائشی اندھے اور برص والے کو بھی ٹھیک کر دیتا تھا اور لوگوں کی تمام بیماریوں کا علاج کر دیتا تھا۔" (صحیح مسلم، حدیث: 3005۔ مزید دیکھیے تفسیرِ سورۂ بروج 4:85)

مسلمان ولی کیسے بنتا ہے؟... کسب کی برکت سے ولایت

عمومی طور پر ایسا ہوتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب ﷺ کے احکام پر عمل کرتا رہتا ہے، سنت پر چلتے ہوئے خود کو سنوارنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، پھر بندے کے اعمالِ صالحہ سے خوش ہو کر ربّ تعالیٰ اپنی رحمت سے اُسے اپنا ولی بنالیتا ہے۔

کن اعمال کی برکت سے ولایت ملتی ہے؟ پیدائشی اور وَہبی ولایت محض ربّ تعالیٰ کی عطا ہے، ہم وہبی ولایت کے لیے دُعا تو کرسکتے ہیں، مگر اُسے حاصل کرنے میں ہمارا کوئی عمل دخل نہیں، ہمیں جس درجہ کے لیے کوشش کرنی ہے وہ اعمالِ صالحہ کی برکت سے عطا ہونے والی ولایت ہے۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ وہ کون سے اعمال ہیں جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ کرم فرماتا ہے اور مسلمان کو اپنا ولی بنالیتا ہے؟ اِس کا جواب قرآنِ مجید میں موجود ہے۔ ربّ تعالیٰ نے اپنے اولیا کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ o الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ o لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ "سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے، وہ جو ایمان لائے اور مُتّقی رہے، اُن کے لیے دُنیا کی زندگی میں (بھی) خوش خبری ہے اور آخرت میں (بھی)، اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، یہی بڑی کامیابی ہے۔" [یونس 10:62-64]

اِس آیتِ کریمہ میں راہ نمائی فرمائی گئی ہے کہ اللہ کے ولی وہ ہوتے ہیں جن کے عقائد صحیح ہوں اور اُنھیں تقوٰی نصیب ہو۔

صحتِ عقیدہ: آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ جسے ایمان نصیب نہیں وہ اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا، اِسی طرح جو بد مذہب وگمراہ ہو، وہ بھی ولایت کے درجے پر فائز نہیں ہو سکتا۔ یہ بات پلّے باندھنے کی ضرورت ہے کہ صاحب زادہ یا سجادہ نشین یا عالم و خطیب ہونا ولایت کی نشانی نہیں، قرآنِ مجید کے مطابق عقیدہ صحیح ہونا ولایت کی پہلی شرط اور اُس کی سب سے اہم نشانی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے مختلف احادیثِ مبارکہ میں یہ تربیت فرمائی کہ میری اُمّت کی اکثریت عقائد کے حوالے سے ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، تم فرقہ پرستی سے بچنا اور اکثریت (اہلِ سنت وجماعت) کے نظریات اختیار کرنا۔ کسی حدیث میں فرمایا: "جماعت" کو اختیار

کرنا۔ کسی میں فرمایا: ”سوادِ اعظم“ کی پیروی کرنا۔ کسی میں فرمایا: ”میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا“۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی طویل حدیث پاک میں یہ کلمات بھی ہیں: عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ .... مَنْ أَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ... یعنی ”تم پر لازم ہے کہ مسلمانوں کی جماعت (اکثریت، سوادِ اعظم) کے نظریات پر قائم رہو اور اُن کی پیروی کرو، فرقوں (اکثریت کے نظریات چھوڑنے والے گمراہوں) سے بچو.... جو جنت کے وسط میں (اعلیٰ) محل کی خواہش رکھتا ہو وہ جماعت (سوادِ اعظم) کی پیروی کرے۔“ (جامع ترمذی، حدیث: 2165)

دولتِ تقویٰ: پرہیز گاری اور تقویٰ کے مختلف درجات ہیں،[1] ابتدائی درجے کچھ اِس طرح ہیں:

1) صحتِ عقیدہ کے بعد تقویٰ کا سب سے پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ فرائض وواجبات کا پابند ہو اور حرام ومکروہِ تحریمی کاموں سے مکمل طور پر بچے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیثِ قدسی میں خالقِ کائنات جلّ جلالہ کا یہ ارشادِ مبارک بھی ہے: مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ... یعنی ”جس نے میرے ولی سے دشمنی کی مَیں اُس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں (اُسے سخت سزا دوں گا) میرا بندہ جن اعمال کے ذریعے میرا قُرب حاصل کرتا ہے، اُن میں مجھے سب سے زیادہ پسندہ وہ اعمال ہیں جو میں نے اُس پر فرض کیے ہیں۔“[2] (صحیح بخاری، حدیث: 6502)

میرے بندے کا فرض ادا کرنا اور حرام سے بچنا مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔

جس شخص کو فرائض کی پابندی نصیب نہ ہو اُسے ولی سمجھنا اِس آیتِ کریمہ کے خلاف ہے۔

2) تقویٰ کا اگلا درجہ یہ ہے کہ بندہ فرائض وواجبات کے ساتھ ساتھ سنت پر عمل کرے اور حتّی الامکان سنت کی خلاف ورزی سے بچے۔ پروردۂ آغوشِ نبوت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرکارِ دوعالم ﷺ نے اپنی ایک پیاری سنت سکھانے کے بعد فرمایا: يَا بُنَيَّ! وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِي، وَمَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ۔ ”پیارے بیٹے! یہ میری سنت ہے، جس نے میری سنت (شریعت) کو زندہ کیا (خود بھی اُس پر عمل کیا، دوسروں کو بھی اُس کی تعلیم دی اور اُس پر عمل کی

---

[1] صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا: تقویٰ سات قسم ہے: (۱) کفر سے بچنا، یہ بفضلہٖ تعالیٰ ہر مسلمان کو حاصل ہے (۲) بدمذہبی سے بچنا، یہ ہر سنی کو نصیب ہے (۳) ہر کبیرہ سے بچنا (۴) صغائر سے بھی بچنا (۵) شبہات سے احتراز (۶) شہوات سے بچنا (۷) غیر کی طرف التفات سے بچنا، یہ اخص الخواص کا منصب ہے اور قرآنِ عظیم ساتوں مرتبوں کا ہادی ہے۔ (خزائن العرفان، تحت البقرۃ 2:2)

[2] اِس حدیث پاک کی تشریح میں شیخ عبد الحق محدثِ دہلوی علیہ الرحمہ نے لکھا: إنَّ فائدةَ النوافلِ في الحقيقةِ تكميلُ الفرائضِ وتتميمُ ما وقع فيها مِن النقصانِ، فيكون القربُ الحاصلُ بأداءِ النوافلِ بعد أداءِ الفرائض وتكميلِها بها أتمَّ وأكملَ باجتماعِ القربَيْنِ... (لمعات التنقیح، باب ذکر اللہ عزوجل، الفصل الاول، تحت حدیث: 2266) یعنی نوافل فرائض کو مکمل کرنے کے لیے ہوتے ہیں؛ تاکہ فرائض میں جو کوتاہی رہ گئی وہ نوافل سے مکمل ہو جائے۔ جب فرائض بجالانے کے بعد نوافل ادا کیے جائیں تو اُن کے ذریعے حاصل ہونے والا قُرب کامل تر ہوگا۔

دعوت دے کر اُسے رواج دیا[1]) ضرور اُسے میری (سچی اور کامل) محبت نصیب ہوئی، اور جسے میرا پیار نصیب ہو گیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا"۔ (جامع ترمذی، حدیث:2678)

اِس حدیث کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ سچا عاشقِ رسول اور حقیقی ولی وہ ہے جو سنتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا پابند ہو۔ بزرگانِ دین ہمیشہ اپنے مُریدوں کو یہی تربیت دیتے تھے۔

3) تقویٰ کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ بندہ مستحبات کو بھی پورا کرے، یعنی جن کاموں کو شریعت نے لازم نہیں کیا، البتہ اُن کا شوق دلایا ہے، اُنھیں بھی اختیار کرے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیثِ قدسی میں خالقِ کائنات جلّ جلالہ کا یہ ارشادِ مبارک بھی ہے: وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ إِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی أُحِبَّهٗ... "میرا بندہ نوافل کے ذریعے مسلسل میرا قُرب حاصل کرتا رہتا ہے، حتّٰی کہ مَیں اُسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں۔" (صحیح بخاری، حدیث:6502)

اولیاء اللہ کا ایک پسندیدہ وصف

بزرگانِ دین جن اعمال کی برکت سے مسلسل ترقی پاتے ہیں اُن میں سے ایک حسین عمل مخلوقِ خدا کی خدمت ہے۔

بھوکوں کو کھانا کھلانا، پریشان حالوں کی پریشانی دُور کرنا، مصیبت زدہ لوگوں کے کام آنا... اولیاء اللہ کے محبوب اعمال ہیں۔

محبوبِ الٰہی کا لنگر خانہ: بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے پیارے خلیفہ سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین سید محمد محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ خود تو (ایّامِ ممنوعہ کے علاوہ) روزانہ روزہ رکھتے تھے، مگر آستانِ ذیشان میں مخلوقِ خدا کے لیے مختلف کھانے تیار کیے جاتے۔ بے شمار امیر وغریب، شہری و پردیسی اور عوام وخواص ایک ہی جگہ بیٹھ کر کھانا کھاتے، اپنے ساتھ بھی کھانا لے جانے کی اجازت ہوتی، لنگر شریف کی تیاری اور تقسیم میں تمام شرعی آداب کا لحاظ کیا جاتا۔

تاجدارِ گولڑہ شریف رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد، شمس العارفین، حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے: شیخ المشائخ، خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے آستانِ ذیشان پر روزانہ بے شمار لوگ لنگر کھاتے تھے۔ لنگر شریف کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ روزانہ گیارہ اُونٹوں کے بوجھ کے برابر[2] نمک، مرچ وغیرہ مصالحہ جات استعمال ہوتے تھے۔

---

[1] ایسے مواقع پر "سنت" سے شریعت مراد ہوتی ہے۔ شیخ محقق نے ایک حدیث پاک کی شرح میں لکھا: (من أحیا سنة) أي: أقامها وروّجها وأیّدها وقوّاها، والمراد بالسنة: الطریقة المسلوكة في الدین وشرائع الإسلام ولو كانت فرضًا وواجبًا... (لمعات التنقیح)

[2] چونکہ اُونٹ پر بوجھ لادتے ہوئے دونوں طرف بوجھ رکھا جاتا ہے، اس طرح لادی جانے والی بوریوں کی تعداد کم از کم 22 بنتی ہے۔

بادشاہ کے درباریوں نے اُسے خواجہ صاحب کے خلاف اُکسانے کے لیے کہا: خواجہ نظام الدین کے درویش بازار سے تمام چیزیں خرید لیتے ہیں اور دوسرے شہریوں کے لیے کچھ نہیں چھوڑتے۔ بادشاہ نے کہا: شہر میں اعلان کرادو کہ کل سے کوئی شخص خواجہ صاحب کے درویشوں کو کوئی چیز نہ بیچے۔ خواجہ صاحب کی خدمت یہ بات عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا: بفُلاں طرف شہریست نظام آباد، در آں جارفتہ، ہر چیز موافقِ مرضیِ خود بیارید۔ فلاں جانب ایک شہر ہے، اُس کا نام نظام آباد ہے، وہاں جاکر اپنی مرضی کے مطابق ہر چیز لے آیا کرو۔ خدام نے عرض کی: اس طرف تو کوئی شہر نہیں، ویرانہ ہے۔ فرمایا: تم چلے جانا۔

حکم کے مطابق جب خدام اُس طرف گئے تو وہاں ایک عظیم شہر آباد پایا، کچھ عرصہ تک وہاں سے ضرورت کا تمام سامان لاتے رہے۔ جب بادشاہ کو بتایا گیا تو وہ شرمندہ ہو کر کہنے لگا: یہ خدائی لنگر ہے، جسے کوئی بھی بند نہیں کر سکتا۔

(مر آۃ العاشقین فارسی، مر آۃ سی و ہشتم (مجلس:38)، ص:207، مطبع مصطفائی، لاہور[1])

☆ سلطان قطب الدین مبارک شاہ حضرت محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عداوت رکھتا تھا۔ کسی نے اُس کے کان بھرے کہ شاہی دربار کے وزیر اور امیر جو حضرت محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند ہیں، اُن کے نذرانوں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر خانہ کا خرچ پورا ہوتا ہے۔ بادشاہ نے فرمان جاری کر دیا کہ آج کے بعد کوئی شاہی امیر حضرت محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو اور ساتھ ہی نگرانی کے لیے جاسوس مقرر دیے۔ کہنے لگا: مَیں دیکھتا ہوں کہ اب وہ لنگر کا انتظام کہاں سے کرتے ہیں۔

حضرت محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو فرمایا: آئندہ کھانا زیادہ پکایا جائے۔ کچھ عرصہ بعد باشادہ نے پوچھا کہ خانقاہ کا کیا حال ہے؟ اُسے بتایا گیا: یکے بُود، دو شُد۔ "اب پہلے سے دُگنا لنگر پکتا ہے۔" بادشاہ یہ سُن کا شرمندہ ہوا اور کہنے لگا: مَیں غلطی پر تھا (یہ لنگر روکنا میرے بس میں نہیں)۔ (خیر المجالس فارسی، مجلس ہشتاد و ہفتم (87)، ص:258، شعبہ تاریخ، مسلم یونیورسٹی[2])

تربیت: اِس وقت اہلِ پاکستان بہت مشکل حالات میں ہیں، بالخصوص ہمارے سیلاب سے متأثر بھائیوں کی صورتِ حال نہایت پریشان کُن ہے۔ ایسے میں اولیاء اللہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے پریشان حالوں کی مدد کرنا یقیناً اللہ تعالیٰ کی رِضا حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اگر ہم مسلمانوں کی خدمت نہیں کر سکتے تو کم از کم اُنھیں لوٹنے سے گریز کریں، سرکاری عہدے داروں سے لے کر عام مسلمان تک سب کو یاد رکھنا چاہیے کہ حالات سے مجبور لوگوں کی بے بسی سے فائدہ اُٹھانا نہ صرف انسانیت اور اخلاق کے خلاف ہے، بلکہ ربّ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

---

[1] مر آۃ العاشقین فارسی پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1uTTNaDzZUZ3aJ7jZ3Eeb1oM-Wf7UYN_5/view?usp=sharing

مر آۃ العاشقین اردو پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: http://www.maktabah.org/en/item/2391-mirat-ul-ashiqeen

[2] خیر المجالس فارسی پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: http://www.marfat.com/BookDetailPage.aspx?bookId=c2da0543-b2ce-43c1-bd3a-d7eb061b85c6

حرفِ آخر

اللہ تعالیٰ جسے چاہے، جب چاہے، جو چاہے عطا فرماتا ہے۔ دُنیا کا طلب گار بننا عقل مندی نہیں؛ یہ تو سب کو مل جاتی ہے، دانائی یہ ہے کہ انسان اُن نعمتوں کے لیے کوشش کرے جو صرف پیاروں کو عطا ہوتی ہیں۔

ولایت بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا اِنعام ہے، چاہے محض فضل و کرم سے نصیب ہو یا نیک اعمال کی برکت سے عنایت ہو جائے اور اولیاء اللہ سے محبت، اُن کی خدمت اور اُن کی پیروی کی توفیق یقیناً خوش نصیبوں کو ہی ملتی ہے۔

دورِ حاضر میں جہاں ہمیں اولیاء اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کی ضرورت ہے وہیں یہ جاننا بھی بہت ضروری ہے کہ ولی کون ہوتا ہے اور اولیاء اللہ کے اوصاف کیا ہوتے ہیں؟ قرآن و سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ بدعقیدہ شخص اور شریعت کی مخالفت کرنے والا ولی نہیں ہو سکتا۔ اِسی لیے علما نے لکھا: کسی پیر کی بیعت کرنے سے پہلے اُس میں چار باتوں کا لحاظ کرنا فرض ہے:

- صحیح العقیدہ سُنّی ہو۔
- اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔
- فاسق معلن نہ ہو۔ یعنی علانیہ گناہ نہ کرتا ہو۔
- اُس کا سلسلہ نبی کریم ﷺ تک متصل یعنی ملا ہوا ہو۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:21، ص:603)

اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کے صدقے ہماری بخشش و مغفرت فرمائے اور ہمیں اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازے۔ ربّ تعالیٰ سیلاب زدگان کی مشکلات کو آسان فرمائے اور ہمیں اُن کی مدد کرنے کا جذبہ عطا فرمائے۔ مالکِ قُدّوس مُلکِ پاکستان کو ہر قسم کے بحرانوں سے نجات دے اور کشمیر و فلسطین سمیت دنیا بھر کے دیگر مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم